Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Khanqah System: An Analytical Study of its Origins, Development, and Features

خانقاہی نظام کا تعارف، ارتقاء اور خدوخال: ایک تجزیاتی مطالعہ

Faheem Arshad
Mphil Scholar at Department of Islamic Studies, Mohi Ud Din Islamic University Nerian Sharif AJ&K
faheem.arshad6699@gmail.com
Raja Tahir Hussain Khan
Mphil Scholar at Department of Islamic Studies, Mohi Ud Din Islamic University Nerian Sharif AJ&K
rajatahirhussain786@gmail.com

ABSTRACT
The study explores the Khanqah system, a cornerstone of Sufi tradition, focusing on its origins, evolution, and key features. Khanqahs (Sufi lodges) served as spiritual, educational, and social hubs, playing a pivotal role in spreading Islam, particularly in South Asia. The paper highlights the contributions of Sufi saints like Khwaja Moinuddin Chishti and Nizamuddin Auliya, whose Khanqahs attracted millions to Islam through teachings of love, peace, and inclusivity. The Khanqah system emerged as a parallel spiritual governance alongside temporal rulers, emphasizing inner purity and divine connection. It comprised three core components: 1) Taaam Gaah (community kitchen), 2) Qiyam Gaah (residence for seekers), and 3) Kalaam Gaah (discourse space) all fostering unity across class and creed. Over time, the system faced decline due to corruption, sectarianism, and weakened ties with scholars, yet its legacy endures in promoting interfaith harmony and moral upliftment. The study also critiques modern distortions of Khanqahs, contrasting them with Egypt's thriving Sufi lodges, which maintain rigorous spiritual practices, education, and social welfare.

Keywords: *Khanqah System, Sufism, Spiritual Governance, Khwaja Moinuddin Chishti, Taaam Gaah, Qiyam Gaah, Kalaam Gaah, Revival, Interfaith Harmony, Social Welfare.*

برصغیر پاک و ہند میں اولیاء اللہ نے دین اسلام کی بے پناہ خدمت کی ان ہی اللہ کے نیک بندوں کی وجہ سے لاکھوں ہندوستان کے لوگوں نے دین اسلام قبول کیا اور یہی لوگ اس خطے میں دین اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بنے سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیر شریف میں سوئے ہوئے ہیں ہندوستان میں 90 لاکھ سے زائد لوگوں نے آپ کی وجہ سے دین اسلام قبول کیا۔ اس کائنات کے اندر اقتدار کے دو نظام چل رہے ہیں ایک ظاہری دنیا کا نظام، حکومت ہے کئی پارلیمانی جمہوری، کئی صدارت، کئی بادشاہت وغیرہ۔ دوسرا باطنی روحانی دنیا کا نظام ہے جو تصوف کے راستے سے ملتا ہے اس روحانی حکومتی نظام میں چار طریقت قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردی نظام ہیں۔ چاروں کے سلسلے ہیں عشق و مستی کے اس روحانی نظام میں اس قدر لذت ہے کہ عام آدمی بھی محنت کر کے اس روحانی اقتدار کے اعلیٰ درجے پر پہنچ سکتا ہے۔ اولیاء کرام بھی سچے تھے اور ان کے مریدین بھی پکے عقیدے کے باعمل لوگ تھے، پھر ایک دور آیا کہ جعلی اولیاء کرام جعلی پیر و فقیر دھوکا باز آئے جنہوں نے دین اسلام کو نقصان پہنچایا بدنام کیا، معصوم لوگوں کو لوٹتے رہے ایسا جعلی صوفیا کرام کا سلسلہ آج بھی موجود ہے اور ان کے خلاف ہر دور میں اللہ کے ولی آتے رہے، ہر دور میں اللہ کے ایسے برگزیدہ لوگوں کی مخالفت بھی کی جاتی رہی انہیں تنگ کیا جاتا رہا مگر انہوں نے اپنے مقدس مشن کو جاری رکھا۔

خواجہ نظام الدین کا کچا جھونپڑا دریائے جمنا کے کنارے تھا جہاں بادشاہ کے دربار سے زیادہ رونق رہتی تھی یہ دو حکومتی نظاموں کی مثال میں نے آپ کے سامنے رکھی ایک خلجی بادشاہ کا دنیاوی حکومتی نظام اور دوسرا خواجہ نظام الدین کا باطنی حکومتی نظام تھا۔ جس میں لوگوں کے دلوں پر حکمرانی ہے اور یہی اصل حکمرانی ہے۔ ہر دور میں اور ہر علاقے میں باطنی روحانی نظام حکومت کا سلسلہ چلتا رہا اور آج بھی موجود ہے اس نظام کو وہی لوگ بہتر انداز میں سمجھتے ہیں جو اس راہ کے مسافر ہیں۔ جیسے دنیاوی نظام میں نظام حکمرانی کے عہدے ہیں یعنی وزیراعظم، صدر، سینئر وزیر سپیکر، وزیر بادشاہ وغیرہ ایسے ہی باطنی روحانی نظام حکومت میں قطب غوث ابدال وغیرہ عہدے ہیں اور یہ عہدیدار ہر دور میں اور ہر علاقے میں موجود رہتے ہیں۔ جب ایک علاقے سے ایک عہدیدار اٹھ جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرے کی ذمہ داری لگ جاتی ہے۔[1]

روحانی دنیا کے یہ خلفا ایک کے بعد دوسرے آنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور یہ اپنے اپنے تصوف کے سلسلے میں چلتے رہتے ہیں جیسے حضرت معین الدین چشتی چشتیہ سلسلہ کے بانی ہیں آپ کو روحانی دنیا میں خلافت ملی ان کے جانے کے بعد نظام الدین اولیاء کو خلافت ملی اس طرح یہ سلسلہ جاری ہے اور اب تک جاری ہے اور ان شاء اللہ روز قیامت تک جاری رہے گا۔ ہر طریقت کا اپنا سلسلہ ہے جیسے قادریہ کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ہے۔

خانقاہی نظام بہت ہی اچھا ہے اس کی تاریخ میں بڑی اہمیت اور حیثیت ہے برصغیر میں جب تک یہ نظام مؤثر انداز میں چلتا رہا چاروں طرف امن و سکون تھا۔ یہ نظام اگرچہ آج بھی موجود ہے لیکن ہم نے اس سے وابستگی کمزور کر دی۔ علماء کرام نے خود خانقاہی نظام کو کمزور کیا۔ غیر ضروری طور پر خانقاہی نظام پر نکتہ چینی جاری رکھی جس سے عام مسلمان اس نظام سے دور ہوتے گئے۔ آج بھی ایک طبقہ اس نظام کے احیاء کی سوچ و فکر رکھتا ہے۔ اللہ کرے کہ علمائے کرام خانقاہی نظام کو شرعی طریقے سے دوبارہ بحال کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔ ہم نے انتہا پسند جماعتیں اور گرہ بنا کر تفرقہ بازی شروع کر دی بھائی بھائی کا گلہ کاٹنے لگا جس کے نتیجے میں آج امت مسلمہ تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے جہاں کئی مسلمان آباد ہیں اس انتہا پسندی گروہ بندی کی وجہ سے خود ہی ایک دوسرے کے دشمن بنے بیٹھے ہیں اور قتل عام جاری ہے۔ اسلام تو امن سکون اور محبت و اخلاص کا دین ہے ہم نے اس کا کیا حال بنا دیا۔ میں اولیاء اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی باطنی حکمرانی روحانی سلسلہ میں امت کی بہتری کیلئے منظر عام پر آئیں۔ دین اسلام اور امت کی بھلائی کے لئے اپنا کردار ادا کریں جو

[1] نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ص 175، دہلی 1953ء۔

عصر حاضر میں یہ سب عناصر خانقاہوں سے ختم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ تصوف تو در اصل اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی سچی محبت، بلکہ عشق کا نام ہے۔ عشق کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی پیروی سے بال برابر بھی انحراف نہ کیا جائے۔[3,4]

اسلامی تصوف شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ شریعت کے احکام کو انتہائی خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ بجالانے اور اطاعت میں اللہ سے محبت اور اس کے آخری نبی محسن انسانیتؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزارنے کا نام تصوف ہے اولیائے اللہ کی سات پشتوں میں فیض جاری رہتا ہے، اولیائے اللہ کے مزارات سے فیض جاری ہے اور عوام فیض یاب ہو رہے ہیں۔

خانقاہی نظام کا تعارف

مذہب اسلام کے پیغام کو عام آدمی تک پہنچانے نیز صوفیاء کرام کی عبادت وریاضت کے کام کے ساتھ اسلام کی تعلیمات کو عام فہم شکل میں پھیلانے کے مرکز کو خانقاہ کہا جاتا ہے۔ خانقاہ لفظ کے مفہوم کے سلسلے میں بڑا تضاد ہے۔ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے اپنی کتاب "خیر المجالس" میں خانقاہ کا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ "خانقاہ" دو لفظوں کا مجموعہ ہے "خانہ"، "قاہ" خانہ کا معنٰی گھر اور قاہ کا معنٰی عبادت یا دعا۔ یوں خانقاہ کا مطلب عبادت کا گھر ہے[5] تبلیغ اسلام، اشاعت دین اور اصلاح معاشرہ میں خانقاہی نظام کا ایک ناقابل فراموش کردار ہمیشہ سے رہا ہے۔ یہ کردار اس قدر روشن اور عظیم تر ہے کہ اصلاح امت اور تبلیغ واشاعتِ اسلام کی کوئی تاریخ خانقاہوں کے بوریہ نشینوں کے تذکرے کے بغیر ادھوری رہتی ہے۔ خصوصی طور پر برصغیر کی سرزمین پر آج تک قال اللہ اور قال الرسول اور توحید و رسالت کی جو صدائے دلنواز گونج رہی ہے، یہ اِسی چشمہ فیض کی مرہون منت ہے۔ ان خانقاہوں کی دعوتی اور تبلیغی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ کروڑہا انسان اپنے دلوں میں شمع توحید ورسالت جلائے بیٹھے ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ جو لوگ تصوف یا نظام خانقاہی کے سخت ترین مخالف ہیں، اس حقیقت کا انکار کرنے کی جرات وہ بھی نہیں کرسکتے۔[6]

خانقاہ، درحقیقت درس گاہ صفّہ کی طرح وہ تربیت گاہ ہے جہاں شیخ اپنے مرید کی روحانی واخلاق تربیت کرتا اور اس کا تعلق اللہ رب العزت کے ساتھ جوڑتا ہے۔ لہٰذا خانقاہی نظام کی اساس بھی اللہ سے تعلق ہی ہے۔ خانقاہی نظام کا اولین مقصد ہی اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کو فروغ دینا ہے۔ صوفیائے کرامؒ کی خانقاہیں ہمیشہ سے اللہ کے بندوں کی دادرسی، تربیت، تعلیم اور ذکر و فکر کا وہ مرکز رہی ہیں، جہاں سے کروڑوں تشنگان معرفت فیض یاب ہوئے اور لاکھوں گم گشتہ راہیوں کو محبت الٰہی کی منزل کا سراغ ملا۔[7]

برصغیر میں اولیاء اللہ... کرتے رہے ہیں تمام مکتب فکر کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ خانقاہی نظام کو بحال کرنے میں پھر سے اپنا کردار ادا کریں تاکہ مسلم معاشرہ ایک بار پھر امن سکون، محبت و بھائی چارے کی طرف لوٹ سکے۔ بدعات اور مشرکانہ عقائد کی ہم نفی کرتے ہیں لیکن ان کمزوریوں کی آڑ میں مکمل طور پر خانقاہی نظام کو ہی خیر آباد کہہ دینا امت مسلمہ کے لئے کسی بھی طور پر درست نہیں۔ محبت سکون اور امن کے ان مراکز کے ساتھ اور اولیاء کے ساتھ جڑ جائیں اس میں ہماری ہمارے وطن کی اور عالم اسلام دین اسلام کی بہتری اور سربلندی ہے۔ مسلمانوں اور اسلام کی خدمت دعوت و تبلیغ سے ہی ممکن ہے نہ کہ مذہبی انتہاپسندی سے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام دنیا کا وہ واحد دین ہے جس نے مجموعی طور پر تمام انسانیت کی چارہ گری اور دست گیری کی ہے۔[2]

اسلام، ایمان اور احسان کی ان منزلوں کو حدیث جبرائیل میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ ہمارے نبیؐ مہربان نے فرمایا ہے، جہاں اسلام کے عنوان سے شریعت ایمان کے عنوان سے عقائد اور ایمانیات واحسان کے جلی عنوان کے تحت تزکیہ وتصوف کے مقامات کی جانب واضح رہنمائی کر دی گئی ہے۔ تاریخ اسلام میں صوفیائے کرام نے خانقاہی نظام کی بنیاد رکھی اور پروان چڑھایا۔ خانقاہ درحقیقت درس گاہ صفہ کی طرح وہ تربیت گاہ ہے جہاں شیخ اپنے مرید کی روحانی واخلاقی تربیت کرتا اور اس کا تعلق اللہ رب العزت کے ساتھ جوڑتا ہے، لہٰذا خانقاہی نظام کی اساس بھی تعلق باللہ سے ہے، بلکہ خانقاہی نظام کا مقصد اولین ہی اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کو فروغ دینا ہے۔ صوفیائے کرام کی خانقاہیں ہمیشہ سے اللہ کے بندوں کی داد رسی، تربیت، تعلیم اور ذکر و فکر کا وہ مرکز رہی ہیں جہاں سے کروڑوں تشنگان معرفت فیض یاب ہوئے اور لاکھوں گم گشتہ راہیوں کو محبت الٰہی کی منزل کا سراغ ملا۔

حضور نبی اکرمؐ کی حیاتِ طیبہ میں مدینہ پاک میں مسجدِ نبوی میں اصحابِ صفہ کے لئے علیحدہ وقت مقرر ہوتا تھا تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے جانوروں کی کھال کا لباس زیب تن کیا ہوتا تھا اور یہ اصحابِ صفہ سرکارِ مدینہ تاجدار دوجہاں رحمت العالمینؐ کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد مدینہ پاک سے مختلف علاقوں میں چلے گئے تھے اور یہ اولیائے کرام وہی علم دنیا میں پھیلاتے رہے جو آپ سرکارؐ نے اصحاب صفہ کو بتایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کلی اطاعت اور محسنِ انسانیت کے بتائے ہوئے طریق کار کے مطابق زندگی گزارنے کا نام تصوف ہے۔ خانقاہی نظام کے تشکیلی عناصر میں سادگی، علم و عمل، تربیت اور اخلاقیات کو فوقیت حاصل ہے لیکن

[2] نظامی ، خلیق احمد ، تاریخ مشائخ چشت ، ص 175، دہلی 1953ء۔
[3] نظامی ، خلیق احمد ، تاریخ مشائخ چشت ، ص 175، دہلی 1953ء۔
[4] قادری ،سلطان محمد احسن علی سروری ،خانقاہ سروری قادری: ناشر سلطان الفقر پبلی کیشنز لاہور 2016ء۔
[5] نظامی ، خلیق احمد ، تاریخ مشائخ چشت ، ص 175، دہلی 1953ء۔
[6] قادری ،سلطان محمد احسن علی سروری ،خانقاہ سروری قادری: ناشر سلطان الفقر پبلی کیشنز لاہور 2016ء۔
[7] تصوف خانقاہی نظام ، 21دسبر2018ء، https://www.express.pk/story/1471411/1/-

گئے تو ان کی گدیوں پر مفاد پرستوں نے قبضہ کر لیا جن کی غیر شرعی اور بے لگام نفسانی امور کے باعث خانقاہوں کا مقام و مرتبہ اور عظمت لوگوں کی نگاہ میں ختم ہو گئی۔

بقول اقبالؒ:

اٹھا میں مدرسہ اور خانقاہ سے غمناک

نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ

ذیل میں کچھ ایسے عوامل بیان کیے جا رہے ہیں جو خانقاہ میں قیام پذیر مریدین اور طالبانِ مولیٰ کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[9]

نبی کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف "مبلغ اعظم" ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "میری طرف سے ایک آیت بھی تم تک پہنچے تو اسکو آگے پہنچا دو"۔ جب آپ خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا تھا کہ "کیا میں نے دین کی تعلیمات آپ تک پہنچا دیں" تو تمام صحابہؓ و اہلبیتؓ نے یک زباں ہو کر جواب دیا تھا کہ آپ نے یہ پیغام حق پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ پھر تین دفعہ آپ نے آسمان کی طرف انگلی شہادت کا اشارہ کیا اور بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ "اے رب ذوالجلال تو بھی گواہ رہنا"۔ بعد ازاں آپ نے جملہ حاضرین کو حکماً یہ ارشاد فرمایا کہ "فلیبلغ الشاہد الغائب" کہ جو یہاں موجود ہیں ان تک یہ پیغام حق پہنچاتے رہیں جو یہاں موجود نہیں۔ صحابہ کرام اور آل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین وہاں سے اٹھے، اس فرمان رسول ﷺ کو پلے باندھا اور پورے کرہ ارضی پر جہاں تک ان سے بن پڑا انہوں نے دین حق کے دلنشیں پیغام کو پہنچایا۔ اس وقت سے لے کر آج تک اسلام کی ترویج و اشاعت کا یہ کام وہ بندگان خدا کر رہے ہیں جنہیں توفیق باری تعالیٰ نصیب ہوتی ہے۔ آج سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ ذرائع ابلاغ کے طور پر بیشمار تیز ترین ایجادات معرض وجود میں آ چکی ہیں۔ پرنٹنگ اور پبلشنگ کیلئے جدید ترین مشینری استعمال ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود تبلیغ کے حاصلہ افزاء نتائج کے ابھی تک ہم منتظر ہیں۔ لیکن چشم تصور میں صدیوں قبل ان ادوار کو لائیے جب ایسی کوئی سہولت بھی میسر نہ تھی۔ ان خرقہ پوش صوفیائے کرام کی تبلیغی مساعی نے عقل کو ورطہ حیرت میں ڈال دینے والے وہ کارنامے سرانجام دیے جو آج بھی ہماری تاریخ کا ایک حسین باب ہیں۔ وجہ کیا ہے؟

علم و حکمت تزکیہ نفس، تصفیہ روح اور تسکین قلب کی مراکز صرف خانقاہیں ہو گئیں، چوتھی، پانچویں صدی ہجری میں تو خانقاہی نظام اس زور و شور سے عالم اسلام میں نمودار ہوا کہ بے شمار صالح مسلمان اور جلیل القدر علماء بھی اس نظام سے وابستہ ہو گئے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی جیسے شخص نے بھی خانقاہی نظام سے وابستگی کے بغیر قلب و روح کی تسکین نہیں محسوس کی اور بو علی فارمدی کے حلقہ بگوش ہو گئے، جلال الدین رومی نے صاف کہہ دیا:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نشد

ایسی تربیت گاہ جو "خانقاہ" کے نام سے جانی جاتی ہے جہاں ظاہر کی پاکیزگی اور اصلاح سے پہلے نفس و باطن کی پاکیزگی اور اصلاح پر زور دیا جاتا ہے۔ ایسا پاکیزہ اور روحانی ماحول کسی ولی کامل کی بارگاہ میں ہی میسر آ سکتا ہے۔ ایک مرشد کامل اکمل ہی وہ ہستی ہے جو اپنی نگاہِ کامل سے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور طالب مولیٰ کی تربیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کرتا ہے۔

قلب کی تعلیمات اور اعمال کو روحانیت یا تصوف کہا جاتا ہے اسے رسولِ کریم ﷺ نے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے "فقر" بھی فرمایا ہے ﴿فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے﴾ شرحِ فقر کرتے ہوئے اقبالؒ اسے حقیقتِ دین قرار دیتے ہیں۔

لفظ اسلام سے یورپ کو اگر کِد ہے تو خیر

دوسرا نام اسی دین کا ہے فقرِ غیور

گویا جو شخص اپنی محنت و کرم خداوندی سے وہ نورِ فقر یا فقرِ محمدی ﷺ حاصل کر لیتا ہے اسے فقیر کہتے ہیں۔ فقیر جب فقر پہ کامل ہو جاتا ہے تو اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور انوارِ الٰہیہ کا مرکز بن جاتا ہے اور جہاں انوارِ ذات کا بسیرا ہو وہاں بقائی ہی بقائی ہوتی ہے جسم پر تو موت لاحق ہو جاتی ہے مگر ان کے دل زندہ رہتے ہیں اور انہوں نے زندگی کے چند ایام میں جو کچھ کمایا ہوتا ہے اس کا فیض حاصل کرنے والوں لئے قیامت تک جاری رہتا ہے ان کی مرقد کو اصطلاحاً خانقاہ کہتے ہیں خانقاہ اس دنیا میں بسنے والوں کیلئے ایک دعوتِ عمل ہے، پیغام کردار ہے اگر خانقاہی نظام کے باطنی پہلو دیکھے جائیں تو شاید صرف اسی لفظِ باطن پہ ہی صوفیائے کرام نے ہزار ہا دفتر رقم فرما دیے اگر خانقاہی نظام کا معاشرتی تجزیہ کیا جائے تو خلافتِ راشدہ کے بعد جب نا عاقبت اندیشوں نے اسلام کو فرقہ بندی کا شکار کیا تو صرف ایک ادارہ ﴿Institution﴾ بچ گیا جو اس فرقہ بندی کی شدت کا شکار نہ ہوا یا اسی کی زد میں نہ آیا وہ ادارہ خانقاہ تھی چونکہ صاحبانِ خانقاہ کے سینے فقرِ محمدی ﷺ سے روشن تھے۔[8]

خانقاہی نظام کا ارتقاء

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں بھی ایک ایسی ہی درسگاہ صفّہ کے چبوترے پر قائم تھی جہاں قیام کرنے اور تربیت پانے والے اصحابِ صفّہ کے نام سے معروف ہیں۔ جو اپنی دنیاوی فکروں اور الجھنوں کو بھلا کر اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دورِ حیات کے بعد بھی صوفیا کرام نے خانقاہوں کے قیام کی روایت کو برقرار رکھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی نگاہ میں خانقاہوں کا تصور بدلتا گیا۔ اس کی بنیادی وجہ وہ عوامل تھے جن کے وقوع پذیر ہونے سے خانقاہوں کا معیار بدل گیا۔ خانقاہوں کے قیام کا مقصد لوگوں کو دعوت الی اللہ دینا تھا۔ دنیاوی آلائشوں اور لذتوں سے منہ موڑ کر ان کا دھیان اللہ کی جانب لگانا تھا لیکن جب خانقاہوں کی بنیاد رکھنے والے اولیا کرام اور فقرا کاملین اس دنیا سے پردہ کر

SCRR

[9] حسینی، سید محمد علی ، خانقاہی نظام ایک تعارف ، https://www.taemeernews.com/2019/01/khanqahi-system.html

[8] سہروردی، حضرت شہاب الدین ،عوارف المعارف،ص 23 ، ناشر سلطان الفقر پبلی کیشنز لاہور 2018ء۔

پچھڑی قوم دلت مزدور اور شودر لوگوں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ اپنی سلطنت اور اس کی توسیع میں ہی لگے رہے۔ ہندوستانی سماج سے انکا کوئی مطلب نہیں رہا۔ اس وقت ہندوستانی سماج اور اس کے مسائل سے جڑ کر کام کرنے کا ایک ہی مرکز تھا اور وہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں قائم خانقاہیں تھیں۔ جہاں ہندو مسلم، مرد، عورت، امیر اور غریب سبھی طبقے کے لوگ ساتھ بیٹھ سکتے تھے۔ یہاں کسی بھی طرح کا بھید بھاؤ نہیں تھا۔ ہندوستان میں اونچ نیچ، چھوا چھوت اور سماجی تفریق جیسے گھٹن سے بھرے ماحول میں یہ خانقاہیں جو زیادہ تر گاؤں میں قائم کی گئی تھیں وہاں کے سماج کے امن و سکون کے لئے ایک نعمت ثابت ہوئی۔[11]

لوگ خانقاہ سے جڑتے گئے اور ان صوفیاء کے کردار، محبت اور انسانی ہمدردی سے متاثر ہو کر اسلام مذہب کی طرف مائل ہوتے گئے۔ بلبن نچلے طبقے کے لوگوں سے بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ ایک دن جب وہ خانقاہ میں آیا تو دیکھا کہ یہاں لوگوں کا ہجوم ہے، جس میں سبھی طبقے کے لوگ ایک ساتھ بیٹھے ہیں۔ اس طرح کا ماحول دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گیا کہ حقیقت میں سلطنت تو خانقاہوں میں ہی چل رہی ہے۔ یہاں سبھی طبقے کے لوگ جڑے ہوئے ہیں۔ میرا رشتہ تو صرف مخصوص طبقہ کے لوگوں سے ہے۔ سلطنت سے صرف اونچی اور پڑھے لکھے اور سرمایہ دار لوگوں کا تعلق تھا، جبکہ ان خانقاہوں میں سبھی طرح کے لوگوں کو عزت دی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ہندو اور مسلم سبھی طبقوں کے لوگ خانقاہی نظام سے جڑے ہوئے تھے۔ خانقاہ سے جڑے لوگوں کے انسانیت اور تعاون باہمی سے بھرپور کردار کی وجہ سے ہی پورے ہندوستانی سماج پر خانقاہ کا اثر دن بدن بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اس سلسلے میں مؤرخ ضیاءالدین برنی نے لکھا ہے کہ دہلی میں دو سلطنتیں ہیں۔ ایک سلطنت سلطان کی تو دوسری خانقاہ کی۔ جس کا پورے ہندوستانی سماج پر اثر ہے۔ خانقاہ میں پورے ہندوستانی عوام کے ایک ساتھ بیٹھنے اور رابطے میں رہنے کے سبب ہی ثقافتی رسم و رواج اس طرح پروان چڑھا کہ مسلمان بھی ہندوستانی تہذیب کے مطابق ہی اسلام مذہب کا اہتمام کرنے لگے۔ سچ تو یہ ہے کہ اردو زبان کی تخلیق بھی خانقاہوں سے ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں متعدد طبقے اور زبانوں کے لوگ اکٹھے ہوتے تھے اور انہیں ایک دوسرے کی زبان اور بات کو سمجھنے میں دشواری ہوتی تھی، دھیرے دھیرے مختلف زبانوں کے بولنے والوں سے ایک الگ زبان خانقاہی زبان'' کی اختراع ہوئی۔ جسے آگے چل کر اردو زبان کا نام دے دیا گیا۔

ہندوستانی سماج پر خانقاہوں کے اثر کے سلسلے میں ضیاءالدین برنی نے لکھا ہے کہ بلبن کی وفات کے بعد علاء الدین خلجی کے دور اقتدار تک دہلی میں چوری، کالا بازاری قتل اور عصمت دری جیسے جرائم میں کافی کمی آگئی تھی۔ ان سارے جرائم کو ختم کرنے میں خانقاہ میں دی جانے والی عام تعلیم کا بڑا اثر تھا۔[12]

خانقاہی نظام کے خدوخال

فخر الدین رازی نے شیخ نجم الدین کبری کا ہاتھ تھام لیا۔ بو علی سینا شیخ ابو الحسن خرقانی کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔[10]

ان الوالعزم ہستیوں کے کردار و عمل کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی زبان سے نکلنے والے الفاظ حقیقت میں دل ہی کی آواز ہوتی ہے۔ حد درجہ اخلاص کی دولت لازوال سے وہ خود بھی مالا مال ہوتے ہیں اور ان کی خدمت میں آنے والا بھی تعلیم و تربیت، توجہ اور ذکر و فکر کی برکات سے اسی رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ انہوں نے معاشرے میں لوگوں میں مل جل کر زندگی گزاری۔ سادگی کو رواج دیا۔ الفاظ اور تقریروں سے زیادہ ان کا کردار لوگوں کیلئے قابل تقلید رہا ہے۔ اپنے تو اپنے رہے نوے لاکھ کافر بھی خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہر دور پر فتن میں ان صوفیاء کا کردار ہمیں مشعل راہ کی مانند نظر آتا ہے۔ جب بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی گئی۔ طرح طرح کے علمی، فکری، اعتقادی اور سیاسی فتنوں نے سر اٹھایا تو مسلمانوں کو سنبھالا دینے کیلئے ہمیں سلسلہ قادریہ عظیم صوفی بزرگ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شخصیت ہمیں کہیں مسند تدریس پر جلوہ فگن اور کہیں مسند فقر و درویشی پر متمکن دکھائی دیتی ہے۔ برصغیر میں جب جلال الدین اکبر خود ساختہ "دین الٰہی" کا شوشہ چھوڑتا ہے تو وہاں بھی سلسلہ نقشبندیہ کی عظیم خانقاہ کے چشم و چراغ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اپنی پوری جرات اور توانائی کے ساتھ میدان عمل میں آکر اکبر کے مذموم عزائم کو کیفر کردار تک پہنچاتے ہیں۔ توحید خالص اور عشق رسول ﷺ کو لوگوں کے دلوں میں اس طرح سمو دیا کہ زمانے کے حوادثات بھی آج تک اسے مٹا نہ سکے۔ اسی طرح ہندوستان میں جب فتنہ قادیانیت نے جنم لیا تو خانقاہ چشتیہ کی ایک عظیم علمی اور روحانی شخصیت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے اس چیلنج کو قبول کیا۔ آپ کے روحانی تصرفات اور علمی وجاہت کی وجہ سے مرزے کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔

لوگوں پر عقیدہ ختم نبوت روز روشن کی طرح واضح ہوا۔ "سیف چشتیائی" لکھ کر آپ نے وہ کارنامہ سرانجام دیا جو رہتی دنیا تک تاریخ ختم نبوت کا ایک یادگار اور حسین باب رہے گا۔ مختلف سلاسل کے صوفیاء کے کارناموں سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ آج بھی مادیت پرستی کی اس فضاء میں لوگ روحانیت کے چشمہ صافی سے جام بھر بھر کے پینے کے منتظر ہیں۔ ڈیپریشن اور ٹینشن کی وجہ سے خودکشی عام ہو رہی ہے۔ لوگ اطمینان قلب کے لیے ترس رہے ہیں۔ گمراہی آج بھی عروج پر ہے۔ آج کے دور پر فتن میں ضرورت اس بات کی ہے خانقاہیں اپنا مؤثر کردار ادا کریں اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پریشان حال انسانیت کیلئے اخلاقی اور روحانی بالیدگی کا سامان مہیا کریں۔ محمد غوری کے ہندوستان فتح کرنے کے بعد، ہندوستان میں ترکی سلطنت کی ابتداء کے ساتھ ہی شمالی ہند میں خانقاہ کا قیام اور اسلام مذہب کے پھیلانے کا کام شروع ہو گیا۔ عہد وسطی میں ترکی حکمرانوں کا ہندوستانی سماج کی

[10] حسینی، سید محمد علی ، خانقاہی نظام ایک تعارف ، -https://www.taemeernews.com/2019/01/khanqahi-system.html

[11] قادری ،سلطان محمد احسن علی سروری ،خانقاہ سروری قادری: ناشر سلطان الفقر پبلی کیشنز لاہور 2016ء۔

[12] ڈاکٹرمحمد حفیظ الرحمان، تصوف اورصوفیاءکی تاریخ ، ص 71-77، مطبوعہ شاکر پبلی کیشنز لاہور 2014ء۔

SCRR

نکل جاتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت عطا کی جاتی ہے۔ طالبِ مولیٰ اپنی طلب میں شدت اور عشق حاصل کرتے ہیں ان کے اندر اللہ اور اس کے رسول اور دینِ اسلام کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ خانقاہ میں دورانِ قیام بزرگوں اور اسلاف کی روایات سے آشنائی حاصل ہوتی ہے۔ دینِ حق کے لیے ان کی جدوجہد اور قربِ حق کے لیے کی گئی محنت سے واقفیت کی بنا پر طالبانِ مولیٰ کے اندر بھی وہی جذبہ اور عشق پیدا ہوتا ہے اور اللہ کے قرب ووصال کے لیے ان کی تڑپ میں اضافہ ہوتا ہے۔ خانقاہ میں قیام کے دوران نفسانی وروحانی بیماریوں مثلاً بغض و کینہ، حسد و تکبر، جھوٹ و چغلی وغیرہ جیسے امراض سے بھی نجات حاصل ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے متعلق پیدا ہونے والے بُرے خیالات، وہمات اور وساوس سے بھی جان چھوٹ جاتی ہے اور مثبت سوچ کی طرف رجحان پیدا ہوتا ہے۔

اکثر دربار اور درگاہیں ایسی قائم ہو چکی ہیں جنکی بنیاد فقر و معرفت نہیں بلکہ صرف اور صرف علم و حکمت ہے جبکہ جہاں صرف علم ہو وہاں درسگاہ تو بن سکتی ہے خانقاہ نہیں بن سکتی کیوں کہ خانقاہ تو ہے ہی وہ جس کے پاؤں کسی مسلک کی زنجیر سے جکڑے ہوئے نہ ہوں جس کے دامن پہ کسی فرقہ کے شب خون کے داغ نہ ہوں جس کے گلے میں مسلمانوں میں تقسیم اور پھوٹ ڈالنے کا طوق نہ ہو جس کے ہاتھوں میں مسلمانوں میں تفریق ڈال کر ہانکنے اور اپنا مفاد نکالنے کی چھڑی نہ ہو۔ کیوں کہ اگر خانقاہ کا بنیادی ڈھانچہ دیکھیں جس طرح اس کی تشکیل ہوئی اس میں نہ کوئی تقسیم ہے اور نہ کوئی تفریق، قدیم خانقاہ کو اگر دیکھیں تو وہ تین حصوں پر مشتمل ہوتی تھی۔

طعام گاہ

قیام گاہ

کلام گاہ

طعام گاہ:

ہر خانقاہ پہ عوام خواص کیلئے لنگر کا اہتمام کیا جاتا تھا جہاں سے لوگ بلا تفریق کھانا پینا مفت حاصل کرتے تھے اس پہ کوئی قید نہیں ہوتی تھی کہ وہ کس مذہب یا کس مسلک سے تعلق رکھتا ہے سب ہی ایک صف میں بیٹھ کر لنگر حاصل کرتے اس کا زندہ مشاہدہ آج بھی ہر خانقاہ پہ دیکھنے کو ملتا ہے بالخصوص انڈیا کے اندر جہاں مخلوط معاشرہ ہے حضرت نظام الدین اولیاؒ، حضرت عبدالرحمان دہلویؒ، حضرت معین الدین اجمیریؒ یا کسی بھی صوفی وعارف کی خانقاہ پہ عموماً عرس کی تقریبات میں خصوصاً جتنا ہجوم مسلمانوں کا ہوتا ہے اس سے بڑھ کر ہجوم غیر مسلموں کا ہوتا ہے اب تو دنیا نے بڑی ترقی کر لی ہے جگہ جگہ ہوٹل اور ریستورانت بن گئے ہیں ورنہ پہلے قافلے جب چلتے تھے تو وہ اپنا راستہ اس طرح معین کرتے تھے کہ ہمارا اتنے دن کا سفر

طالبانِ مولیٰ طلبِ حق اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے لیے مرشد کامل اکمل کی صحبت میں وقتاً فوقتاً حاضر ہوتے رہتے ہیں جہاں مرشد کی نورانی صحبت اور پُر تاثیر گفتگو طالبانِ مولیٰ کے باطن کو منور کر کے پاکیزگی اور نور بخشتی ہے لیکن طالب کی دینی و دنیاوی لحاظ سے اصل تربیت خانقاہ میں قیام سے ہی ممکن ہے جہاں بہت سے مریدین اور محبین اپنی تربیت کے لیے قیام پذیر ہوتے ہیں۔ جس طرح دنیاوی علوم کی تحصیل کے لیے کسی سکول، کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ لینا ضروری ہے اسی طرح طالبِ مولیٰ کے لیے بھی اپنی باطنی تربیت کے لیے خانقاہ میں قیام کرنا ضروری ہے اگرچہ یہ قیام مختصر وقت اور چند روز کے لیے ہی ہو۔ خانقاہ کا ماحول سب سے بنیادی اہمیت کا حامل ہے جہاں طالبِ مولیٰ دنیا کی رنگینیوں اور لذتوں سے دور ایک ایسی جگہ قیام پذیر ہوتا ہے جہاں اس کا دھیان غیر اللہ سے موڑ کر اللہ کی طرف مبذول کیا جاتا ہے۔۔

مختلف تعلیمی معیار اور روحانی مراتب کے اعتبار سے طالبانِ مولیٰ راہِ فقر و معرفت کے مختلف موضوعات زیرِ بحث لاتے ہیں جس سے طالبانِ مولیٰ کے ذہن کو ایک نئی طرزِ فکر عطا ہوتی ہے۔ انسانی ذہن جو دنیا میں رہ کر مال و دولت کے حصول کے لیے ہی سوچ بچار کرتا رہتا ہے خانقاہ میں قیام کے دوران سوچ کا رُخ ہی بدل جاتا ہے۔ خانقاہ میں قیام کے دوران طالبانِ مولیٰ کے ذمہ مختلف قسم کے فرائض کی انجام دہی بھی ہوتی ہے جیسا کہ خانقاہ کی صفائی ستھرائی، لنگر کی تیاری اور دیگر ترقیاتی امور جیسا کہ کتب و رسائل کی اشاعت اور دعوت و تبلیغ کی ادائیگی وغیرہ۔ ان امور کی صدقِ دل اور خلوصِ نیت سے ادائیگی سے طالبِ مولیٰ کے نفس کا تزکیہ بھی ہو جاتا ہے اور نفس پر جمی میل، دنیاوی خواہشات اور نفسانیت کے پردے بھی دور ہو جاتے ہیں۔ قیام کے دوران طالبانِ مولیٰ ذکر و تصور اسمِ اللہ ذات میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ خانقاہ میں ذکر و تصور اسمِ اللہ ذات کے مواقع فرصت سے میسر آتے ہیں اور روحانی ماحول کی برکت سے دیگر عبادات میں بھی سرور حاصل ہوتا ہے۔ اسمِ اللہ ذات کا ذکر اور تصور طالبانِ مولیٰ کو نہ صرف روحانی امراض سے نجات عطا کرتا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ صفاتِ الٰہیہ سے متصف کرتا ہے اور خلقِ محمدی جیسا کہ صبر و تحمل، محاسبہ نفس، تواضع و حیا، غنایت وجمعیت، تقویٰ، خشیتِ الٰہی، محبتِ الٰہی، اطاعتِ الٰہی وغیرہ سے بھی نوازتا ہے۔[13]

خانقاہ میں قیام کے دوران طالبانِ مولیٰ کو اپنے نفس کے محاسبہ کے لیے غور و فکر کے لمحات کثرت سے میسر آتے ہیں جس کے باعث وہ اپنی ظاہری و باطنی اصلاح اور درستگی کے لیے سوچ بچار کرتا ہے اور ایسے غیر اخلاقی امور ترک کر دیتا ہے جو اللہ پاک کے جلال اور ناراضگی کا باعث ہوتے ہیں۔ خانقاہ میں قیام کے دوران مرشد کامل اکمل سے ملاقات کے مواقع بھی میسر آتے ہیں اور مرشد کی نورانی صحبت سے طالبِ مولیٰ کے دل سے دنیا کی محبت

[13] ہزاروی، پروفیسر مسعود اختر، خانقاہی نظام اور اشاعت دین، -https://dailyausaf.com/urdu-columns/news-202111-128959.html

SCRR

3 -موجودہ زمانے میں دعوت و تبلیغ کے پس منظر میں خانقاہی نظام کی افادیت مفقود نہیں ہوئی ہے بلکہ اور اجاگر ہوئی ہے- آج ہمیں اس نظام کی اتنی سخت ضرورت ہے جتنی شاید اس سے پہلے کبھی نہیں تھی- ہاں خانقاہی نظام کا وہ کردار مفقود ہو گیا جو ماضی میں اس کا امتیاز رہا ہے-ورنہ چوتھی- صدی ہجری سے لے کر آج تک دعوت و تبلیغ اور اصلاح احوال کا اس سے بہتر اور موئثر طریقہ پیش نہیں کیا جاسکا-

4۔ موجودہ خانقاہی رسوم وروایات کا تعلق تصوف سے ہے یا نہیں؟ یہ بڑا مبہم سوال ہے، تاہم اگر رسوم وروایات سے صرف چادریں، گاگریں اور دعوتیں مراد ہیں تو شاید جواب نفی میں ہو گا-

محمد ثاقب رضا قادری بیان کرتے ہیں: مصر کا خانقاہی نظام کسی نہ کسی حد تک آج بھی اپنے صحیح خدوخال کے ساتھ اصلاح ظاہر و باطن کا فریضہ ادا کر رہا ہے، اگر ہمارے یہاں کے خانقاہی نظام کا تقابل مصر کے خانقاہی نظام سے کیا جائے تو یہ ہوش ربا حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان دونوں میں وہی فرق ہے جو ایک چلتے پھرتے انسان اور ایک بے جان ومردہ جسم میں ہوتا ہے، مثال کے طور پر میں یہاں چند باتوں کی طرف سرسری اشارہ کرنا چاہتا ہوں-

1۔ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ یہاں عام طور پر مشائخ طریقت ذی علم ہوتے ہیں، مجھے کسی ایسے شیخ سے ملاقات کا اب تک اتفاق نہیں ہوا جس کو علم ظاہر کی بجائے" علم لدنی" کا دعویٰ ہو-

2۔ ہر خانقاہ میں نہایت پابندی سے اذکار و اوراد کی ہفتہ وار مجالس منعقد ہوتی ہیں- خاص طور پر جمعہ کے دن قاہرہ اور قرب و جوار کے مشائخ اپنے مریدین کی جماعت کے ساتھ بڑی درگاہوں مثلا مشہد حسینی، سیدہ زینب اور سیدہ نفیسہ وغیرہ میں جمع ہوتے ہیں، جمعہ کی نماز کے بعد الگ الگ حلقے بنا کر بیٹھتے ہیں اور ذکر و فکر کی مجالس آراستہ کی جاتی ہیں، یہ منظر کتنا روح پرور ہوتا ہے یہ بیان نہیں کیا جاسکتا- اسی قسم کے مناظر جمعہ کے دن دوسرے شہروں مثلا طنطا، دسوق اور اسکندریہ میں بالترتیب سیدنا احمد البدوی، سیدنا ابراہیم الدسوقی اور امام بو صیری کے مزارات پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں-

3۔ بعض خانقاہوں میں ہفتہ وار درس بھی ہوتے ہیں مثلا درس قرآن، درس حدیث اور درس تصوف وغیرہ یہ درس یا تو خود صاحب سجادہ کا ہوتا ہے یا پھر ازہر شریف کے کسی عالم کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں-

4۔ ایک اور اہم بات جو میں نے نوٹ کی وہ یہ ہے کہ یہاں خانقاہوں کی آپس میں کوئی رسہ کشی اور چپقلش نہیں ہے، ایک دوسرے کی عزت و توقیر اور علم، بزرگی اور خدمات کا باہم اعتراف و اقرار یہ وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے مشربی زعم تعصب کی وہ بوالعجبیاں یہاں دیکھنے کو نہیں ملتیں جو ہمارے یہاں قدم قدم پر نظر آتی ہیں-

5۔ کچھ مشائخ کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے اور بعض سے صرف چند ایک ملاقاتیں ہیں- مگر ان سب میں ایک قدر مشترک دیکھی کہ یہ لوگ ہمارے علما ومشائخ کی طرح خود کو ہے اور راستے میں ہمیں فلاں فلاں جگہ پہ خانقاہ پڑتی ہے اس لیے اتنے اوقات کے طعام کا بندوبست ہمارا ان خانقاہوں سے ہو جائے گا۔

2۔ قیام گاہ:

لنگر خانہ کی طرح ہر خانقاہ پہ مسافرخانے تعمیر کیے جاتے تاکہ زائرین ومسافرین کے قیام ورہائش کا انتظام ہو

وہ بھی بالکل لنگر کی طرح اپنے پرائے کی تفریق کے بغیر عوام خواص کے لئے بالکل مفت تھا۔اس کے لئے بھی کہیں بھی جانے والے قافلے خانقاہوں کی پناہ ڈھونڈتے تھے کہ مفت اور مناسب قیام مل جائے گا بنیادی طور پہ اگر دیکھا جائے تو درج بالا ہر دو انتظام اس وقت کی ایک منظم تنظیم کے مترادف تھے کہ جو تنظیم اپنی خوبیوں کی بنائ پر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔

3 کلام گاہ:

لوگ ان کے حسن کردار، حسنِ اخلاق اور حسنِ انتظام سے متاثر ہو کر کھنچے چلے آتے تھے جب لوگ وہاں پہ آتے تو پھر تیسرا حصہ جسے کلام گاہ کہا گیا ہے وہ اپنا تحرک دکھاتا اور غیر مسلموں کو بصیرت کلام سے مسلمان، مسلمانوں کو مومن، مومنوں کو عارف اور عارفوں کو معارف بناتا خانقاہی نظام کی سب سے بڑی مثال اگر لی جائے تو وہ رسولِ اکرم ﷺ کا مکی دورِ مبارک ہے کہ آپ نے بلا امتیاز غلام و سردار ہر کسی کو اپنی نظر عنایت سے نوازا اگر اس وقت ایک معیار رکھ دیا جاتا کہ نہیں صرف مسلمان ہی بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے فیض یاب ہو سکتا ہے تو پھر کتنے لوگ ہوتے جو جانثارانِ نبی ﷺ بنتے اس لیے صاحبانِ خانقاہ سے یہ گزارش ہے کہ اپنی بنیاد فرقوں کی تاویلات سے اخذ کیے گئے علم پہ نہ رکھیں بلکہ اس کی بنیاد اس فقرِ محمدی ﷺ پہ رکھیں جو تمام فرقوں اور تفریقوں سے منع کرتا ہے خدا کی مخلوق کو خدا کا کنبہ قرار دیتا ہے۔[14]

آج کے دور میں صوفیاء اور خانقاہیں قدماء کے طرز سے مماثلت نہیں رکھتی ہیں جس کی کچھ وجوہات ہیں:

1۔ رشد وہدایت، اصلاح احوال، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن یہ وہ بنیادی مقاصد ہیں جن کے لیے خانقاہی نظام کو رائج کیا گیا تھا-

2۔ تبلیغ اسلام اور اصلاح معاشرہ میں خانقاہوں کا کردار اتنا عظیم اور روشن ہے کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اصلاح امت کی کوئی بھی تاریخ خانقاہ کے بوریہ نشینوں اور صوفیاے کرام کے تذکرہ کے بغیر ادھوری ہے، بالخصوص برصغیر ہندوپاک میں آج جو توحید وکلمہ کی صدائیں گونج رہی ہیں یہ انہیں خانقاہوں کی دعوتی اور تبلیغی مساعی کا نتیجہ ہیں، تصوف اور اہل تصوف کے سخت ترین مخالف بھی دبی زبان ہی سے سہی مگر اس تاریخی حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں-

[14] سلطان احمد علی ، خانقاہی نظام ، ص 6-10، الفقر پبلی کیشنز لاہور 2019ء-

واجب التعظیم، دست بوسی و قدم بوسی کروانے کا پیدائشی حق دار اور مافوق الفطرت ہستی تصور نہیں کرتے بلکہ نہایت سادہ، متواضع اور منکسر المزاج ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی دست بوسی، ایک دوسرے کا جھوٹا پانی تبرکاً پینا اور ایک دوسرے کے لیے تعظیماً کھڑے ہو جانا شاید ہندوستان میں ان باتوں کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا (الا ماشاء اللہ) اس سے زیادہ حیرت انگیز واقعہ سنیے، یمن کے ایک بزرگ ہیں شیخ حبیب علی الجفری۔ یہ جید عالم ہیں اور بہترین خطیب ہیں، مصر میں ان کے ہزاروں مریدین ہیں اور تقریباً ہر سال مصر کا دورہ کرتے ہیں، جب بھی مصر آتے ہیں تو مختلف خانقاہوں میں ان کے درس اور تقریریں ہوتی ہیں، متعدد بار یہ دیکھ کر مجھے ماضی کے صوفیا یاد آ گئے کہ جس خانقاہ میں ان کے درس کی محفل تھی اس خانقاہ کے صاحب سجادہ نے اپنی خانقاہ میں آئے ہوئے بیسیوں لوگوں کو ان کا مرید کروا دیا، کیا ہندوستان میں کسی ایسے منظر کا آپ تصور کر سکتے ہیں، ہمارے یہاں تو حال یہ ہے کہ ممکن ہے کہ دو شیر کسی طرح ایک جنگل میں رہنے پر سمجھوتہ کر لیں، مگر دو پیر ایک حلقے میں نہیں رہ سکتے۔

6۔ یہاں کا خانقاہی نظام اس حد تک کامیاب ہے کہ مرید ہونے کے بعد آدمی میں بڑی واضح تبدیلی محسوس کی جاسکتی ہے، ایک مرید فرائض و واجبات کے ساتھ اوراد و اذکار کا بھی رفتہ رفتہ پابند ہو جاتا ہے، آپ کسی مسجد میں باجماعت نماز ادا کریں، نماز کے بعد جو شخص تسبیح پڑھنا شروع کر دے یا چھوٹا سا پنج سورہ نکال کر ورد شروع کر دے، آپ سمجھ لیں یہ کسی کا مرید ہے۔

ہمارے یہاں ۱۰۰؍ میں سے ۹۵؍ لوگ مرید ہونے کے بعد بھی ویسے ہی رہتے ہیں جیسے مرید ہونے سے پہلے تھے۔ نہ کردار و عمل میں کوئی فرق نہ زندگی میں کوئی انقلاب، ہاں اتنی تبدیلی ضرور آتی ہے کہ مرید ہونے سے پہلے ساری خانقاہوں اور مشائخ کا احترام کرتا تھا مگر کسی کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد اب ساری خانقاہیں اور مشائخ اس کی نظر میں ہیچ ہیں، اب وہ نہ کسی دوسرے بزرگ کی تعظیم کرنے کو تیار ہے نہ کسی کی تعریف اس کو برداشت ہے۔ جلسہ میں تقریر ہو تو اس کے مشائخ کے علم و تقویٰ اور ان کی خدمات و کرامات کا ضرور ذکر کیا جائے، نعت پڑھی جائے تو اس کے پیر کی، سلام پڑھا جائے تو اس کے پیر کا لکھا ہوا، جلسہ میں نعرہ لگے تو اس کے پیر کے نام کا اور اگر خدانخواستہ کسی جلسہ میں یہ سب نہ ہو تو اس کو ناکام کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا اس کا "خانقاہی فریضہ" ہے...

7۔ یہاں کی خانقاہیں رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کرتی ہیں، ایسی بہت سی خانقاہیں ہیں جہاں سے ازہر شریف کے مصری اور غیر ملکی طلبہ کے لیے ماہوار وظیفے مقرر ہیں، کچھ خانقاہوں کے زیر سرپرستی عصری اور دینی تعلیم کے بہت عمدہ اور جدید نظام تعلیم و تربیت کے اسکول چل رہے ہیں۔ خانقاہ جعفریہ (قاہرہ) سے متصل ایک شاندار ہاسپٹل ہے جو تمام جدید سہولیات سے آراستہ ہے اور یہاں مفت علاج ہوتا ہے، خانقاہ سے وابستہ اہل عقیدت و محبت اس کے تمام اخراجات باہمی تعاون سے برداشت کرتے ہیں، فلسطین کے مظلومین کی امداد کے لیے ان مشائخ نے اپنے مریدین سے خطیر رقم جمع کر کے فلسطین امدادی فنڈ میں جمع کروائی اور اب بھی کرواتے ہیں۔ اسی طرح عراق کے مریضوں اور زخمیوں کے لیے خون کا عطیہ دینے کی مہم چلائی گئی جس میں یہ خانقاہیں پیش پیش رہیں۔

8۔ یہاں پر خانقاہوں کا ایک سماجی رول بھی ہے، قاہرہ سے تقریباً آٹھ سو کلو میٹر دور جنوب میں ایک تاریخی شہر ہے الاقصر، وہاں پر ایک مرتبہ ۲۵؍روز اور ایک مرتبہ ۱۲؍روز مجھے قیام کرنے کا اتفاق ہوا۔ الاقصر میں تین بڑی خانقاہیں ہیں، خانقاہ طیب، خانقاہ رضوانیہ اور خانقاہ جیلانیہ، وہاں میں نے دیکھا کہ زمین و جائیداد کے جھگڑے ہوں یا گھریلو مسائل، عدالتوں اور کچہریوں میں مقدمہ بازی کی بجائے اس قسم کے زیادہ تر مسائل کا تصفیہ خانقاہی سطح پر کر دیا جاتا ہے۔[15]

کتابیات

القرآن الکریم

تاریخ مشائخ چشت، خلیق احمد نظامی، دہلی 1953ء۔

خانقاہی نظام، سلطان احمد علی، الفقر پبلی کیشنز لاہور 2019ء۔

خانقاہی نظام اور اشاعت دین، پروفیسر مسعود اختر۔

تصوف اور صوفیاء کی تاریخ، ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمان، مطبوعہ شاکر پبلی کیشنز لاہور 2014ء۔

خانقاہ سروری قادری، سلطان محمد احسن علی سروری، ناشر سلطان الفقر پبلی کیشنز لاہور 2016ء۔

خانقاہی نظام ایک تعارف، سید محمد علی۔

عوارف المعارف، حضرت شہاب الدین، ناشر سلطان الفقر پبلی کیشنز لاہور 2018ء۔

[15] سلطان احمد علی، خانقاہی نظام، ص 6-10، الفقر پبلی کیشنز لاہور 2019ء